پیامِ اقبال Bahria Research Journal on Iqbal Studies (BRJIS)
4(1), 23-35, 2025

”مطالب اقبال“ از مقبول انور داؤدی کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of "*Matalib Iqbal*" by Maqbool Anwar Dawoodi

Niaz Ahmad, Ph.D
School Education Department Punjab, Pakistan
niazkulya@gmail.com

Abstract

"*Matalib Iqbal*" by Maqbool Anwar Dawoodi serves as a glossary of words used in Kalam-e-Iqbal in Urdu. In his analytical study, Dawoodi provides a research-based and critical review of word identification, semantic explanations, pronunciation, grammatical classification, and linguistic techniques. This study adopts a qualitative research methodology while also incorporating historical and diachronic approaches. Compiling a linguistic reference for a poet of Iqbal's stature is an important scholarly contribution. Dawoodi's work offers significant assistance to readers by elucidating the meanings and interpretations of words used in Kalam-e-Iqbal. However, *Matalib Iqbal* does not fully conform to the scientific principles of lexicography. Lexicographical work demands more than merely defining words; it often requires illustrative examples for better comprehension. Therefore, further incorporation of contextual explanations of words and phrases are recommended to enhance its utility as a comprehensive glossary.

Keywords: Semantic explanation, pronunciation, interpretation, scientific basis, glossary, lexicography

کلیدی الفاظ: معنوی وضاحت، تلفظ، تشریح، سائنسی اصول، فرہنگ، فرہنگ نویسی

”مطالب اقبال“ مقبول انور داؤدی کی اقبالیات کے قارئین اور طلبا کے لیے مفاہیم کو سمجھنے میں آسانی پیدا کرتی ہے۔ یہ فرہنگ انھوں نے فیروز سنز لمیٹڈ سے ۱۹۸۴ء میں شائع کروائی۔ سرِ ورق میں انھوں نے ”مطالب اقبال“ کے ساتھ یہ عبارت ”تفہیم کلامِ اقبال کے ساتھ ساتھ، ان اہلِ علم کا مختصر تذکرہ جن کا ذِکر کلامِ اقبال میں مِلتا ہے“ لکھی ہے۔ مقبول انور داؤدی نے علامہ اقبال کی نظم ”خطاب بہ جاوید“ بھی سرورق میں لکھی ہے۔ ”مطالب اقبال“ کا پیش لفظ انھوں نے ”حرفِ اوّل (بگیر ایں ھمہ سرمایۂ اِقبالؒ از من)“ کے نام سے لکھا ہے۔ یہ فرہنگ ۲۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مقبول انور داؤدی سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والدین بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے لیکن والدین کا سایہ سر پہ نہ ہونے کے باوجود انھوں نے تعلیم بھی حاصل کی اور ساتھ اپنے لیے روزی کا انتظام بھی کیا۔ لائبریری سے بہت استفادہ کیا۔ امرتسر چلے گئے اور وہاں سے منشی مولا بخش کشتہ سے بہت سیکھا۔ امرتسر سے ایک ادبی پرچہ ”چمن“ بھی جاری کیا۔ مختلف اخبارات میں بھی کام کرتے رہے۔ ایک فلمی ہفت روزہ ”اداکار“ بھی جاری کیا جو قیام پاکستان تک جاری رہا۔ فیروز سنز نے بچوں کے لیے مشہور رسالہ ”تعلیم و تربیت“ ۱۹۴۱ء میں جاری کیا۔ اس رسالے میں انھوں نے بطور مدیر کام کیا۔

مقبول انور داؤدی نے علامہ اقبال کے افکار سے قاری کو آگاہ کرنے کے لیے کلامِ اقبال میں شامل الفاظ وتراکیب کو ”مطالب اقبال“ میں شامل کیا ہے۔ یہ فرہنگ محض الفاظ وتراکیب کے مطالب بیان نہیں کرتی بلکہ اس کے مطالعہ سے اقبال کے اندازِ فکر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ البتہ انہوں نے اقبال کے ہر ہر لفظ کو شامل فرہنگ نہیں کیا لیکن اہم الفاظ کی فہرست بنا کر ان کے معانی کا ساتھ ہی اندراج کر دیا ہے۔

سوالاتِ تحقیق

۱۔ کیا "مطالب اقبال" فرہنگ کے سائنسی اصولوں پر پورا اترتی ہے؟

۲۔ تفہیم اقبال کے لیے "مطالب اقبال" از مقبول انور داؤدی کتنی مفید ثابت ہو سکتی ہے؟

۳۔ "مطالب اقبال" کا فرہنگ میں کیا مقام و مرتبہ ہے؟

تحقیقی طریقہ کار اور تحقیقی مواد

اس مقالہ کی نوعیت دستاویزی تحقیق (Qualitative nature of research) ہے۔ البتہ تاریخی اور تدریجی طریق کار کو بھی مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ تحقیقی مواد کلام اقبال میں شامل الفاظ و مرکبات جو "مطالب اقبال" از مقبول انور داؤدی میں استعمال کیے ہیں وہاں سے لیا گیا ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ

میرے علم کے مطابق اس موضوع پر پہلے کوئی کام نہیں ہوا۔ البتہ "فرہنگ اقبال (اردو" از نسیم امروہوی کے متعلق کچھ تحقیقی کام ہوا ہے۔ "مطالب اقبال" پر پہلے کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا۔

"مطالب اقبال" کا تجزیاتی جائزہ

"مطالب اقبال" از مقبول انور داؤدی کلام اقبال میں شامل اردو الفاظ پر ایک فرہنگ ہے۔ اس کے تجزیاتی مطالعہ میں تعین اندراج، معنوی وضاحت، تلفظ، قواعدی نوعیت اور تراکیب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ درج ذیل ہے:

اَ. تعین اندراج

مقبول انور داؤدی نے "مطالب اقبال" میں الفاظ کے ہجائی طریقہ میں ترتیب اندراج میں الف ممدودہ (آ) کو پہلے درج کیا ہے اور الف مقصورہ کو بعد میں۔ فرہنگ میں "آب" کو سب سے ابتداء میں شامل فرہنگ کیا گیا ہے۔ اس مثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے الفاظ کے ہجائی طریقہ میں الف ممدودہ (آ) کو شروع میں اور الف مقصورہ کو اس کے بعد شامل فرہنگ کیا ہے۔ مقبول انور داؤدی نے جو لفظ بھی شامل فرہنگ کیا ہے اس لفظ کے بارے میں یہ نہیں بتایا کہ وہ کہاں سے لیا گیا ہے یعنی لفظ کے اصل کا تعین کہ کلامِ اقبال کے کس شعر سے لیا گیا ہے۔ صرف الفاظ کا اندراج کر کے اس کے معانی درج کیے گئے ہیں۔ اِس طریقہ اندراج سے کتاب کی طوالت میں کمی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے بعض الفاظ مختلف جگہوں پر اس طرح استعمال کیے ہیں کہ اُن کے مرادی معانی الگ الگ بنتے ہیں۔ لیکن جس طرح مقبول انور داؤدی نے "مطالب اقبال" میں اندراج الفاظ کا تعین کیا ہے اس لحاظ سے صحیح طور پر الفاظ کے معانی کا تعین نہیں ہوتا۔ طریقہ اندراج میں لغت اور فرہنگ کے اصول و ضوابط میں کچھ ہم آہنگی پائی جاسکتی ہے۔ اس لیے شمس الرحمٰن فاروقی کے مطابق لغت نگار کو چاہیے کہ وہ لفظ کی اصل کے بارے میں جس زبان سے وہ آیا ہے نشان دہی کر دے۔[1] علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے کلام کی فرہنگ مرتب کرنے کے لیے ضخامت سے کنارہ کشی کرنا فرہنگ نگار کے لیے عقل مندی نہیں ہے۔ طریقہ اندراج یہ ہے کہ لفظ کو جلی حروف میں لکھ کر اس کے لغوی اور مرادی معانی درج کر دیے ہیں۔

مقبول انور داؤدی نے اندراج الفاظ کے تعین کے سلسلے میں کلیدی اشارات اور مخففات بھی درج نہیں کیے ہیں۔ کلامِ اقبال میں استعمال ہونے والے الفاظ کا اندراج کر کے اُس کے معانی درج کر دیے ہیں۔ اِس کے علاوہ الفاظ کے بارے میں اس کی قواعدی حیثیت یا مآخذ کے سلسلے میں کسی قسم کی وضاحت نہیں کی ہے۔ مزید یہ کہ انھوں نے غیر ضروری الفاظ کو شامل فرہنگ نہیں کیا ہے۔ اندراجِ الفاظ کے سلسلے میں اس بات کا اہتمام نہیں کیا گیا کہ اگر ایک لفظ املا یا تلفظ کی صورت میں زائد مستعمل ہے تو اسے صرف ایک ہی شامل فرہنگ کیا گیا ہے۔

ب. معنوی وضاحت

فرہنگ کے حوالے سے یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ معنوی وضاحت کے سلسلے میں فرہنگ میں شامل لفظ کے معانی جو کہ لغوی یا مرادی ہوں، صحیح مفہوم ادا کر بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی۔ فرہنگ نویسی کے لیے فرہنگ مرتب کرتے وقت تمام مراحل سخت اور کٹھن ہوتے ہیں لیکن معانی کی وضاحت اس سے زیادہ کھوج کا تقاضا کرتی ہے۔ عروج زہرا کے مطابق کسی بھی ادب پارے کے پر لطف مطالعہ کے لیے طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ اسے الفاظ کے معانی و مطالب کے بارے میں معلوم ہو۔ دوم یہ کہ شاعری میں کچھ ایسے الفاظ جا بجا آتے ہیں جس سے طالب علم نا آشنا ہوتا ہے۔ ان الفاظ کو سمجھنے کے لیے فرہنگ یا لغت کی ضرورت ہوتی ہے۔[۲] فرہنگ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ الفاظ کے معانی کو صرف مترادفات سے کام چلانے کی بجائے شاعر یا ادیب کے مرادی معانی کا اندراج کرے۔

قرآن مجید میں استعمال ہونے والے الفاظ جو علامہ محمد اقبال نے اپنے کلام میں شامل کیا ہے۔ ان الفاظ کے معانی متعین کرتے وقت مقبول انور داؤدی نے ''مطالب اقبال'' میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مثال دیکھیں:

> ''**لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا:** ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔
>
> غارِ ثور میں جب رسولِ خدا ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ بیٹھے ہوئے تھے اور دشمنوں کے پاؤں نظر آ رہے تھے، تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''(۳)

''مطالب اقبال'' میں اگر لفظ کے مآخذ کے حوالے سے بات کی جائے کہ یہ لفظ اقبال کے کس شعر سے لیا گیا ہے تو اس سلسلے میں مقبول انور داؤدی نے کوئی وضاحت نہیں کی۔ الفاظ کے معانی کے تعین کے سلسلے میں انھوں نے مروّجہ معانی استعمال کیے ہیں۔ البتہ انھوں نے الفاظ کے معانی کی سند درج نہیں کی لیکن معانی کے اندراج کی بنیاد ان کی تحقیق اور ذاتی مطالعہ ہے۔ معانی کا اندراج کرتے ہوئے انھوں نے بعض الفاظ کی تصحیح بھی کر دی ہے جیسا کہ علامہ اقبال کی شاعری میں لفظ ''فتادگی'' آیا ہے۔

ع فتادگی ہے تری غیرتِ سجودِ نیاز(۴)

مقبول انور داؤدی نے اس لفظ کی تصحیح اس طرح کی ہے۔

> ''**فتادگی:** عاجزی۔ انکساری۔ بے بسی، اصل لفظ اُفتادگی ہے ضرورت شعری کے لیے الف حذف کر دیا گیا ہے۔''(۵)

شاعری کی روایت میں "ساقی" سے مراد شراب پینے والے کو شراب پلاتا ہے۔ لیکن علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے "ساقی کے پرانے معنی کی بجائے شاعری میں نئے مفہوم سے استعمال کیا ہے۔ جیسے کہ:

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی!
ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام اے ساقی!(٦)

مقبول انور داؤدی نے "مطالب اقبال" میں لفظ "ساقی" کے معانی کا اندراج نہیں کیا ہے۔ ہاں البتہ "ساقی مہوش" اور "ساقی جمیل" کے معانی درج کیے ہیں۔ مثال دیکھیں:

"**ساقی مہوش:** حسین ساقی۔ خوبصورت شراب پلانے والا

ساقی جمیل: حسین اور خوبصورت ساقی (شراب پلانے والا)"(٧)

درج بالا مثال سے واضح ہوتا ہے کہ مقبول انور داؤدی نے بعض الفاظ کے معانی میں مرادی معانی کا اندراج نہیں کیا ہے۔ انہوں نے بعض الفاظ میں روایتی معانی کا ہی اندراج کیا ہے۔ ڈاکٹر علامہ اقبال نے شعر و ادب کو ایک نیا اسلوب بخشا، ان کی شاعری کا انداز حکیمانہ ہے۔ ڈاکٹر انور سدید کے مطابق:

"انھوں نے ایک ایسی زبان تخلیق کی جو بامعنی طور پر ان کے پیغام، حیاتیاتی مسائل اور فکر و فلسفہ کے عمیق اظہار کی متحمل ہو سکتی تھی۔"(٨)

اس حوالے سے ایک مثال دیکھیں:

"**یزداں:** (دیکھیے زرتشت دُوئی اور مثنویت) ہمارے ہاں یزداں خدا کے معنوں میں آتا ہے۔ علامہ اقبال حادثۂ کربلا کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام حسینؑ کے مخالفوں کی تعداد ریت کے ذرّوں کی طرح لاتعداد تھی اور حسینؑ کے ساتھ یزداں کے عدد کے برابر بہتر (٧٢) آدمی تھے۔ تفصیل حسین ذیل ہے:

ی:١٠۔ ز:٧۔ د:٤۔ ا:١۔ ن:٥٠ میزان:٧٢"(٩)

اس مثال سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر علامہ اقبال نے اپنے کلام میں جو الفاظ شامل کیے ہیں ان کی کتنی اہمیت ہے۔ مقبول انور داؤدی نے قارئین میں دل چسپی پیدا کرنے کے لیے الفاظ کے مفاہیم کو منشائے اقبال کے مطابق شامل فرہنگ کیا ہے۔

مقبول انور داؤدی نے "مطالب اقبال" میں چند ایک الفاظ و تراکیب کی وضاحت قصہ خوانی کی صورت میں بھی پیش کی ہے۔ مثال دیکھیں:

"**ہارُوت و مارُوت:** دو فرشتے جن کا ذکر قرآن حکیم میں آیا ہے کہا جاتا ہے کہ بابل کے کنوئیں میں قید ہیں اور لوگوں کو جادُو سکھلاتے تھے۔ ان کا سب سے بڑا جادو میاں بیوی میں پھوٹ ڈالنا تھا۔ کہتے ہیں کہ انھوں نے انسان کے گناہوں کو دیکھ کر کہا تھا کہ اگر ہم دنیا

میں ہوں تو کوئی گناہ نہ کریں لیکن جب دنیا میں آئے تو ایک فاحشہ عورت کے فریب میں آگئے جس کے جُرم میں ان کو بابل کے کنوئیں میں قید کر دیا گیا۔ فان شاک نے ان کے قصّے کو نظم کیا ہے۔ ان کے کلام پر عمر خیام کا اثر نمایاں ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ یہ فرشتے جس عورت کے عاشق ہوئے وہ آسمان پر مشتری سیّارہ بن گئی۔"(۱۰)

اس مثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقبول انور داؤدی نے کچھ الفاظ و مرکبات کے مطالب بیان کرتے وقت اساطیری اندازِ فکر اپنایا ہے۔ انھوں نے مذکورہ قصّہ کا حوالہ بھی ساتھ دے دیا ہے۔

ج. تلفظ

تلفظ کے حوالے سے اسد ملتانی کا یہ اقتباس دیکھیں:

"کسی زبان بولنے میں سب سے ضروری بات یہی ہے کہ ہر لفظ کو صحیح صحیح ادا کیا جائے۔ مطلب توٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بھی پورا ہو جاتا ہے لیکن صحیح تلفّظ کے بغیر زبان زبان نہیں رہتی۔"(۱۱)

بعض الفاظ املاء کے لحاظ سے ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں لیکن صوت اور معانی و مطالب کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ اِس حوالے سے فرہنگ نویس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جو لفظ بھی شامل فرہنگ کرے اس کا تلفظ بھی واضح کرے۔ مقبول انور داؤدی نے تلفظ کے اندراج میں کوئی خاطر خواہ التزام نہیں کیا ہے۔ انھوں نے "مطالب اقبال" میں الفاظ کا اندراج بغیر تلفظ کے کیا ہے۔ بڑی مشکل سے بعض الفاظ کو حرکات (زیر یا زبر) کا استعمال کر کے اپنا کام چلایا ہے۔ مزید یہ کہ "مطالب اقبال" میں تلفظ کی وضاحت یانشان دہی کا کوئی باقاعدہ التزام نہیں کیا گیا ہے۔

یہ بات بڑی غور طلب ہے کہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے الفاظ کی فرہنگ مرتب کرتے ہوئے مقبول انور داؤدی تلفظ کی نشان دہی پر اتنی توجہ کیوں نہیں دے سکے۔ صرف قرآن مجید کے الفاظ کے اندراجات میں تلفظ کی نشان دہی کی ہے باقی الفاظ کے تلفظ کو انھوں نے اپنی فرہنگ میں شامل نہیں کیا ہے۔ مثال دیکھیں:

یَوۡمُ النُّشُور: قیامت کا دن (۱۲)

ایسے الفاظ جن پر حرکات کے ذریعے کام چلایا گیا ہے۔ مثال دیکھیں:

لُولُوئے لالہ: قیمتی مروارید۔ بیش قیمت گُہر یا موتی (۱۳)

مذکورہ مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ اقبال انور داؤدی نے "مطالب اقبال" میں تلفظ کے حوالے سے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا ہے۔

د. قواعدی نوعیت

حقیقت یہ ہے کہ بچہ مادری زبان اپنے والدین یا ارد گرد سے سیکھتا ہے۔ اپنی زبان کے حوالے سے اسے قواعد کی ضرورت کم پڑتی ہے لیکن دوسری زبان کے سیکھنے کے سلسلے میں اسے قواعد کی ضرورت ہوتی ہے۔ قواعد کی ضرورت ہر زمانے میں درپیش ہوتی ہے۔ لغت یا فرہنگ میں اندراج قواعدی نوعیت کے حوالے سے رؤف پاریکھ یوں رقم طراز ہیں:

”لفظ کے اندراج کے بعد اس کا تلفظ، اعراب مکتوبی اور بریکٹ میں اعراب ملفوظی کے ذریعے بتایا جاتا ہے۔ پھر قواعدی حیثیت (اسم، ضمیر، صفت، فعل، حرف، متعلق فعل، فقرہ، محاورہ، روز مرّہ، بول چال، مقولہ، کہاوت، فجائیہ، حکایت العنوت وغیرہ مع تذکیر و تانیث) درج کی جاتی ہے۔“(۱۴)

مقبول انور داؤدی نے ”مطالب اقبال“ میں تلفظ کی نشان دہی کی طرح قواعدی نوعیت کی نشان دہی نہیں کی ہے۔ کوئی لفظ اگر ایک ہی وقت میں اسم، تابع فعل یا صفت کے طور پر استعمال ہوا ہے تو اس کی قواعدی حیثیت کو بیان نہیں کیا گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے کلام میں استعمال ہونے والے ہر ہر لفظ پر محققین اور ناقدین نے تبصرے کیے ہیں۔ اِس فرہنگ ”مطالب اقبال“ میں قواعدی نوعیت کے حوالے سے کوئی التزام نہیں کیا گیا۔ یہ مثال دیکھیں:

”**سُکّان:** ساکن کی جمع۔ رہنے والے (۲) دنبالہ۔ کشتی۔ پتوار“(۱۵)

اس میں بھی صرف لفظ ”سُکّان“ کے سامنے ”ساکن کی جمع“ لکھ کر کام چلایا گیا ہے۔ رؤف پاریکھ کے مطابق قواعد کو شامل فرہنگ نہ کرنے کا مطلب فرہنگ نگار یا مؤلف کا اس کے اصول سے ناواقف ہونا ہے۔ کوئی بھی لفظ ایک ہی وقت میں لغوی اور نحوی عناصر کا حامل ہوتا ہے۔ معانی کے لحاظ سے اس کی نحوی یا قواعدی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ اس لحاظ سے جو لفظ اہم ہوتے ہیں ان کے قواعدی عناصر بھی اتنے ہی وسیع ہوتے ہیں۔(۱۶)

ہ۔ تراکیب

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے پاس جدید و متنوع تراکیب ہیں۔ ڈاکٹر اختر النساء کے مطابق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے مروّجہ، جامد اور فرسودہ تراکیب کا اس طرح استعمال کیا ہے کہ وہ تراکیب از سرِ نو نشوونما پا گئی ہیں۔ اِس کے لیے اپنے پیغام کو موثر بنانے کے لیے بھی انھوں نے بے شمار نئی تراکیب تخلیق کی ہیں جس سے ان کی تاریخ سے واقفیت اور وسیع مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔(۱۷)

مقبول انور داؤدی نے ”مطالب اقبال“ میں اقبال نے جو تراکیب استعمال کی ہیں، ان میں سے کچھ تراکیب کے مطالب بیان کیے ہیں جیسا کہ مذکورہ تراکیب ”طبلہء عطار“ کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان تراکیب کا مفہوم مقبول انور داؤدی نے یوں بیان کیا ہے:

”**طبلہء عطار:** خوشبو بیچنے والے کی صندوقچی۔ جس میں سے ہر وقت خوشبو آتی رہتی ہے (۲) طبلہ ایک ساز بھی ہے۔“(۱۸)

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے بہت سے فرسودہ الفاظ و تراکیب کو نئے مفاہیم سے آشنا کرنے کے ساتھ ساتھ نئی تراکیب بھی وضع کی ہیں۔ نئی تراکیب کا اختراع ان کے فنی ارتقاء کے ساتھ ساتھ جاری رہا ہے۔ الفاظ کا رشتہ جب دوسرے الفاظ سے ہوتا ہے تو تفہیم میں بھی تبدیلی ہو جاتی ہے۔

تراکیب الفاظ کی طرح ایک کارگر حربہ سابقوں اور لاحقوں کا بھی ہے۔ سابقے سے مراد کسی مفرد لفظ یا کلمے سے پہلے آ کر ایک نیا لفظ یا نیا کلمہ بنانا ہے۔ اسی طرح لاحقے سے مراد ایسا لفظ یا کلمہ جو کسی دوسرے لفظ یا کلمے کے بعد لایا جاتا ہے۔ بعض مرکب الفاظ بھی بامعنی سابقے اور لاحقے ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے ہاں بھی سابقوں اور لاحقوں کا ایک فن موجود ہے۔ اسی طرح مقبول انور داؤدی نے ”مطالب اقبال“ میں بعض الفاظ کو اس طرح مرتب کیا ہے کہ اس سے سابقوں اور لاحقوں کی نشان دہی ہوتی ہے۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے کلام میں تشبیہات و استعارات کا استعمال بڑی خوبی سے ہوا ہے۔ تشبیہ و استعارہ کے متعلق سیّد عابد علی عابد کہتے ہیں کہ عربی یا فارسی کے نقاد ہوں یا مغربی انشا پرداز، دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ تشبیہ و استعارے کا تعلق دقیق اور لطیف کیفیات کی ترجمانی کرنا ہے۔(۱۹) علامہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کی تشبیہات و استعارات کے بارے میں ڈاکٹر سلیم فارابی یوں رقم طراز ہیں:

"اُن کا کلام پُرزور اور شیریں الفاظ کا مخزن ہے۔ حسن بندش اور نشست الفاظ کی خوبی نمایاں ہے۔ اِس دور میں جدید اور خوبصورت تشبیہات و استعارات پیدا ہوئے۔"(۲۰)

ڈاکٹر بصیرہ عنبرین کے مطابق کلامِ اقبال میں اکثر مقامات پر تشبیہ کا استعمال بہت خوش سلیقگی کے ساتھ ہوا ہے۔ اِس کا استعمال فنی خوبی سے زیادہ الفاظ کے مفاہیم کی تہوں تک پہنچنے کے لیے مددگار ہے۔ تشبیہاتِ اقبال سے خوش ذوقی کے علاوہ پڑھنے والوں کے ذوق شعری کی تسکین بھی ہوتی ہے۔ علامہ اقبال بعض اعلیٰ و نادار قسم کی تشبیہات کے خالق اور واضع بھی ہیں۔ علامہ اقبال اپنے کلام میں اِس فنی خوبی کو اِس طرح پیش کرتے ہیں کہ شعریت بھی برقرار رہتی ہے اور ترسیل مطلب کا فریضہ بطریقِ احسن سرانجام پاتا ہے۔(۲۱)

مقبول انور داؤدی نے "مطالب اقبال" میں اِس حوالے سے یہ خیال رکھا ہے کہ اگر کوئی لفظ یا تراکیب، تشبیہات و استعارات کے حوالے سے کلامِ اقبال میں شامل ہے تو اس کے معانی کو مرادی معانی سے شاملِ فرہنگ کیا ہے۔ مثلاً اقبال کا ایک شعر ہے۔

گلزارِ ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ
ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ(۲۲)

اس شعر میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے دنیا اور کائنات کو "گلزار" سے تشبیہ دے کر دیکھنے کی چیز کہا ہے۔ مقبول انور داؤدی نے اس کی تفہیم یوں کی ہے: "**گلزار ہست وجود:** زندگی کا باغ"(۲۳)۔ کلامِ اقبال سے ایک اور شعر دیکھیں:

ہے رگِ گل صبح کے اشکوں سے موتی کی لڑی
کوئی سورج کی کرن شبنم میں ہے اُلجھی ہوئی(۲۴)

اس شعر میں "رگِ گل کا شبنم سے بھیگنا" کو "سورج کی کرن کا شبنم" میں الجھا ہونا سے تشبیہ دی گئی ہے اور اِس میں وجہ شبہ چمک اور نمی ہے۔ مقبول انور داؤدی نے "مطالب اقبال" میں رگ گل کا مطلب یوں لکھا ہے:

"**رگ گل:** پھول کے باریک ریشے"(۲۵)

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے استعارات کے حوالے سے پروفیسر جابر علی سیّد کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"بڑا شاعر وہ ہوتا ہے جو مردہ استعاروں کو دوبارہ زندہ کر دے اس طرح کہ ان میں نئی توانائی، نئی زندگی اور نئی معنویت پیدا ہو جائے۔ اس حسن کاری میں اقبال یکسر منفرد اور یکتا ہیں۔"(۲۶)

ہمارے قدیم رسم و رواج، تاریخ، عقائد، جنگیں، اور مشاغل وابستہ ہیں۔ ان کے بارے میں معلومات لینے سے ہمیں اپنی تمدنی، سماجی، معاشرتی اور مذہبی سرگرمیوں کے بارے میں جان کاری حاصل ہوتی ہے۔ ان کی جو اصلاحات اور تبدیلیاں ہوئی ہیں ان کے بارے میں آگاہی

ہوتی ہے۔ ان طویل و عریض واقعات کو دہرانے سے وقت کا ضیاع ہوتا ہے اِس لیے مختصر اشارے ایجاد کر لیے گئے ہیں جو کہ قصے اور کہانیوں کو بیان کرتے ہیں علم بدیع کی اصطلاح میں "تلمیح" کہلاتے ہیں۔[۲۷] ڈاکٹر سلیم اختر "فکر اقبال کے منور گوشے" میں یوں لکھتے ہیں:

"کسی شاعر کے ہاں تلمیحات کا استعمال اس بات کا ثبوت ہے کہ اپنی قوم کی مذہبی، تاریخی، فکری اور دوسری روایات سے اس کا رشتہ مضبوط ہے۔" (۲۸)

ڈاکٹر بصیرہ عنبرین یوں تحریر کرتی ہیں:

"ہر دور میں چونکہ لفظوں کے نئے معنیٰ سامنے آتے ہیں لہذا تلمیح توسیع معنی کا فریضہ بھی انجام دیتی ہے۔ یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ وقت کی اکھاڑ پچھاڑ یا کثرت استعمال سے بعض تلمیحات مبتذل بھی ہو جاتی ہیں۔ ایسے ہی جدت پسند شعرا اس شعری خوبی میں نئے معاملات و مناسبات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں تلمیح میں تصرف اور تبدیلی کو جائز گردانا گیا ہے۔ خاص طور پر ایک باکمال تلمیح نگار کے تصرفات و اختراعات تو اس شعری خوبی سے استفادے کی تازہ اور نئی راہیں سلجھاتے ہیں اور یوں زبان کا لفظیاتی و تلازماتی ڈھانچہ وسعت پکڑتا رہتا ہے۔" (۲۹)

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنی شاعری میں تلمیحات کا استعمال کیا ہے۔ ان میں سے کچھ تلمیحات قرآنی ہیں، کچھ احادیث سے اور کچھ تاریخی واقعات سے ہیں۔ ڈاکٹر اکبر حسین قریشی کے مطابق اقبال کی تلمیحات و اشارات کو سمجھنے کے لیے ایک رائے قائم کرنی پڑتی ہے کہ ان کا ایک نصب العین ہے۔ اسی نصب العین اور پیغام کو پہچاننے اور عام کرنے کے لیے وہ تاریخ کی بعض تحریکوں اور شخصیات کا ذکر کرتے ہیں۔[۳۰] مقبول انور داؤدی نے بھی "مطالب اقبال" میں کلامِ اقبال میں شامل کچھ تلمیحات شامل فرہنگ کی ہیں۔ ڈاکٹر اختر النساء اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

"مقبول انور داؤدی نے اگرچہ مطالب اقبال میں غیر ضروری الفاظ شامل کرنے سے احتراز کیا ہے مگر مختلف تراکیب و تلمیحات کی مختصر وضاحت کر دی ہے۔" (۳۱)

مولانا حالی کے مطابق محاورہ کو اگر عمدگی کے ساتھ شعر میں شامل کیا جائے تو اس سے شعر مزید بلند مرتبہ ہو جاتا ہے۔ اہل زبان کی خوبی ہے کہ وہ عمدگی اور لطف زباں کو سراہتے ہیں اور عوام الناس روزمرہ اور محاورہ کے ہر شعر کو سُن کر محظوظ ہوتے ہیں۔[۳۲] محاورہ کیا ہوتا ہے؟ اس حوالے سے انور جمال کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"لفظ جب اپنے حقیقی معنوں کی بجائے غیر لغوی اور مجازی معنوں میں استعمال ہوں تو وہ محاورہ کہلاتے ہیں۔ یوں محاورے کی تعریف لکھی جائے تو دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا مجموعہ جو مجازی معنوں میں استعمال ہو اور اہل زبان کی گفت گو کے مطابق ہو محاورہ کہلاتا ہے۔" (۳۳)

کلامِ اقبال میں استعمال ہونے والے محاورات آج بھی مستعمل ہیں۔ مقبول انور داؤدی نے کلامِ اقبال میں استعمال ہونے والے سبھی محاورات کو شامل نہیں کیا ہے۔ اس سلسلے میں "مطالب اقبال" میں بہت کم محاورات کو شامل فرہنگ کیا گیا ہے۔ بہت سے محاورات شامل فرہنگ نہیں کیے گئے جیسا کہ لوٹ جانا، رنگ و آب، یہ ضروری ہے، ہوا آنا وغیرہ۔ کچھ محاورات شامل فرہنگ کیے گئے ہیں، مثال دیکھیں:

"**چشم جہاں بیں:** جہاں کو دیکھنے والی زیرک آنکھ اور دانا لوگ"(۳۴)

مقبول انور داؤدی کا اپنی فرہنگ "مطالب اقبال" میں محاورات کا اندراج نہ کرنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انھوں نے ایک تو بہت مخصوص کلامِ اقبال کو شامل فرہنگ کیا ہے اور دوسرا شاید محاورات وغیرہ کو انھوں نے مناسب نہیں سمجھا یا محاورات کو پہچان نہیں سکے۔ مقبول انور داؤدی نے "مطالب اقبال" میں کلامِ اقبال میں استعمال ہونے والی علامتوں کا مفہوم مرادی معانی سے شامل فرہنگ کیا ہے۔ مثال کے طور پر "پروانہ" علامت کے مفہوم کو مقبول انور داؤدی نے یوں شامل فرہنگ کیا ہے:

"**پروانہ:** پروا، روشنی سے منسوب ہے اور انہ کلمۂ نسبت ہے۔ جیسے دیو سے دیوانہ اور فرز سے فرزانہ۔ عاشق۔ پتنگا جو شمع کی لو پر جل مرتا ہے۔

علامہ نے پروانہ کو مختلف معانی میں استعمال کیا ہے۔ آخر پروانہ ایسی علامت بن گیا جو اپنی آگ نہ رکھتے ہوئے آتشِ بیگانہ پر جان دے دیتا ہے۔ اقبال کہتے ہیں:

اللہ کا سو شکر کہ پروانہ نہیں میں
دریُوزہ گرِ آتشِ بیگانہ نہیں مَیں

غیروں کے احسان سے منع کیا گیا ہے۔"(۳۵)

مذکورہ مثال سے واضح ہوتا ہے کہ مقبول انور داؤدی نے کلامِ اقبال میں استعمال ہونے والی علامات کے لغوی معانی کے ساتھ ساتھ مرادی معانی بھی واضح کر دیے ہیں۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے اپنے کلام میں موقع و محل کے مطابق اصطلاحات کا استعمال فطری انداز میں کیا ہے۔ بعض مذہبی، سیاسی اور فلسفیانہ اصطلاحات کے استعمال سے شعر، کلام شعریت سے بھر گیا ہے۔ اصطلاحات کے حوالے سے سلیم شہزاد کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"علمی اصطلاحات جو ادب میں کار فرما ہیں، ان میں فلسفیانہ اصطلاحات کو غلبہ حاصل ہے۔ خصوصیت سے عصری ادب میں وجودیت، مظہریت اور جمالیات سے ماخوذ مصطلحات۔ منطق، حکمت اور اخلاقیات سے ماخوذ اصطلاحات کو بھی اسی زمرے میں شامل سمجھنا چاہیے۔"(۶۱)

ادبی و علمی اصطلاحات کے علاوہ منطق، فلسفہ، نجوم اور تصوف سے متعلقہ مصطلحات بھی کلامِ اقبال میں استعمال ہوئی ہیں۔ مقبول انور داؤدی نے "مطالب اقبال" میں جو اصطلاحات شامل فرہنگ کی ہیں ان میں سے عقاب، جگر، خون، رحیل کارواں، آدم، صبر و استقلال، جلال و جمال، نسیم و شبنم، زمان و مکاں، تہذیب مغرب، ذکر و فکر، ابلیس، جبریل، خضرِ راہ، نَے نوازی، عقل و عشق، فقر و استغنا، تہذیب حاضر، خودی، عصر حاضر، دورِ حاضر، جگر تابی، جگر سوزی، سوز و ساز وغیرہ۔ منطق، فلسفہ اور تصوف کے حوالے سے طالب، ساغر، خم، خلوت، حکیم، مے خانہ، حکیم سالک، پیر میکدہ، پیر مغاں اور حکمت جیسی اصطلاحات کو علامہ اقبال نے عمدہ طریقے سے اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔ اِس کے علاوہ نجومی اور فلکیاتی مصطلحات جن میں اعرف، پروین، ابرِ نیساں، نیساں، زمہریر، ثریا، آفتاب، زہرہ، برج، اوج وغیرہ۔ جنگ و جدل کے متعلق بھی کلامِ اقبال میں کچھ اصطلاحات جیسا کہ طناب، ستیزہ کار، زرہ، بانگ درا، رحیلِ کارواں، حُدی خواں، تیغ، توسن، وغیرہ اصطلاحات بھی شامل ہیں۔ مقبول انور

داؤدی نے "مطالب اقبال" میں کچھ اصطلاحات کے معانی کا مفہوم بیان کرتے وقت نشان دہی بھی کی ہے کہ یہ لفظ بطور اصطلاح استعمال ہوا ہے۔ ایک مثال دیکھیں:

"**خون جگر:** جگر کا خون۔ بہت محنت کرنا۔ خون جگر کی اصطلاح اقبال نے اکثر مقامات پر استعمال کی ہے۔ اس سے ان کی مراد عشق ہے جس کے بغیر تمام نقوش نامکمل رہتے ہیں۔

ع نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر "(۳۷)

مذکورہ مثال سے واضح ہوتا ہے کہ مقبول انور داؤدی نے بعض اصطلاحات کی نشان دہی اپنی فرہنگ "مطالب اقبال" میں کر دی ہے۔ جبرائیل اور ابلیس کے مناظرے میں واضح کر دیا گیا ہے کہ خیر و شر کی مسلسل آویزش کے نتیجے میں ہی انسان کچھ کر کے دکھاتا ہے۔ پیام مشرق کی ایک رباعی کا ترجمہ یوں ہے:

'تو نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھتا ہے۔ میری زبان لڑکھڑاتی ہے کیونکہ اس کے معنی پیچ دار ہیں، تو شاخ پر پھول اور کانٹے دیکھتا ہے لیکن شاخ کے اندر نہ پھول ہیں نہ کانٹے۔"(۳۸)

اقبال نے اپنے کلام میں "ابلیس" کی اصطلاح مختلف مفاہیم میں پیش کی ہے۔ مقبول انور داؤدی نے بھی "ابلیس" کی اصطلاح کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اقبال کے نزدیک "ابلیس" کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اِس حوالے سے خلیفہ عبدالحکیم کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"اگر انسان کے اندر باطنی کشاکش نہ ہو تو زندگی جامد ہو کر رہ جائے۔ اقبال نے شیطان کی خودی کو بھی زور و شور سے پیش کیا ہے اور کئی اشعار میں تو شیطان کی تذلیل کے بجائے اس کی تکریم کا پہلو غالب نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اقبال جدوجہد کا مبلغ ہے اور جدوجہد باطنی اور خارجی مزاحمتوں کے بغیر نہیں ہو سکتی۔"(۳۹)

مقبول انور داؤدی نے بہت سی اصطلاحات کی وضاحت کی ہے۔ بعض اصطلاحات کو شامل فرہنگ نہیں کیا مثلاً ذوق و شوق اور جگر تابی وغیرہ۔ اسی طرح بعض اصطلاحات کی وضاحت نہیں کی۔ مثلاً

"**جبریلؑ:** (امین) اللہ کا وہ مقرب فرشتہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ رسولوں کی طرف وحی بھیجتا رہا ہے۔ آیات ۴/ ۹۸،۶۶/ ۹۲،۲/ ۳ ۔اقبال کے ہاں بعض جگہ جبریل، علم محض کے لیے بھی استعمال کیا گیا ہے۔"(۴۰)

مقبول انور داؤدی نے بعض اصطلاحات کا صرف لغوی معنی لکھ کر کام چلایا ہے۔ مثلاً

"**جگر سوزی:** جگر کا جلانا۔ ہمدردی"(۴۱)

علامہ اقبال نے احترام انسانیت کے حوالے سے بہت کچھ لکھا۔ انھوں نے امت مسلمہ کو یہ ترغیب دی کہ کوئی بھی قوم احترام انسانیت کا اصول اپنائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ انسان پوری کائنات میں افضل ترین مخلوق کا درجہ رکھتا ہے۔ اِس حوالے سے ان کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹُوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے!(۴۲)

کلامِ اقبال میں بہت سی شخصیات اور مقامات کا ذکر بھی آیا ہے۔ علامہ اقبال نے جس طرح بہت سی اسلام کی نامور شخصیات کا ذکر اپنے کلام میں کیا ہے اسی طرح انھوں نے غیر مسلم شخصیات کا ذکر بھی بڑے ادب واحترام سے کیا ہے جن کے نام تاریخ کے صفحات کو روشن کرتے ہیں۔ انسانیت سے محبت کے باعث اقبال نے انھیں خراجِ تحسین یوں پیش کیا ہے:

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے(۴۳)

مقبول انور داؤدی نے بھی "مطالب اقبال" میں بعض شخصیات جن کا ذکر کلامِ اقبال میں ہوا ہے ان کا تعارف شخصیت کے حوالے سے مختصر یا واضح طور پر بیان کیا ہے۔ کلامِ اقبال میں شامل شخصیات میں طارق بن زیاد، عبد الرحمٰن الدّاخل، معتمد، ابو العلا معری، ابو الحسن اشعری، مصطفیٰ کمال پاشا، سنجر، گاندھی، امام غزالی، نادر شاہ افغانی، امیر تیمور، خوش حال خان خٹک، اویس قرنیؓ، ابوذر غفاریؓ، حکیم سنائی، فخر الدین رازی، شیخ احمد سرہندی، مولانا روم، مسولینی، نپولین بوناپارٹ، لینن، نوشیرواں عادل، علامہ محمود زمخشری، مسعود سعد سلمان، شہاب الدین غوری، قطب الدین ایبک، بایزید بسطامی، جنید بغدادی، فارابی، طغرل، نطشے، سلیم، ہارون الرشید، بو علی سینا، جمشید، سیّد سلیمان ندوی، راس مسعود، افلاطون، قارون، چنگیز خاں، مرزا صائب تبریزی، فردوسی، سیدہ فاطمہ زہراؓ، منصور حلاج، فرید الدین عطار، آزر اور خسرو پرویز، ان شخصیات کے بارے میں مقبول انور داؤدی نے کچھ پر وضاحتی نوٹ لکھے ہیں اور کچھ کے بارے میں مختصر بیان کیا ہے۔

نتائج وسفارشات

مزید "مطالب اقبال" فرہنگ نویسی کے سائنسی بنیادوں پر پورا نہیں اترتی لیکن اِس میں الفاظ کی جس طرح تفہیم کی گئی ہے اس سے مقبول انور داؤدی کے علمِ لغت یا فرہنگ کی نشان دہی ہوتی ہے۔ اقبال جیسے عظیم شاعر کی فرہنگ ترتیب دینا یقیناً ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اِس حوالے سے مقبول انور داؤدی قابلِ تحسین ہیں کہ انھوں نے بھی تفہیم کلامِ اقبال کا فرہنگ کے ذریعے بیڑا اٹھایا۔ انھوں نے اس فرہنگ میں کلامِ اقبال کے الفاظ کے معانی اور تفہیم و تشریح لکھ کر قارئین اقبال پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ در حقیقت سرزمین فرہنگ نویسی پر قدم رکھنا کوئی آسان کام نہیں۔ فرہنگ نویسی میں صرف معانی بتانے پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ بعض اوقات مکمل تفہیم کے لیے ساتھ وضاحتی جملہ بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ اس لیے سفارش کی جاتی ہے کہ الفاظ و مرکبات ایک فرہنگ نویس کے طور پر استعمال کرنے چاہیے۔

حوالہ جات

۱۔ شمس الرحمن فاروقی، "اردو لغات اور لغت نگاری، لفظ"، (مشمولہ) ڈاکٹر رؤف پاریکھ، اردو لغت نویسی تاریخ مسائل اور مباحث (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان اردو، ۲۰۱۰ء) ص ۵۷۹

۲۔ عروج زہرا، "جواہر دبیر (لفظیات کا تحقیقی ولسانی مطالعہ مع فرہنگ)" (مقالہ برائے ایم فل اردو، کراچی، کلیہ فنون جامعہ کراچی، ۲۰۲۱ء، غیر مطبوعہ) ص ۹۵

۲۔ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین، محسنّات شعر اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، اشاعت سوم، ۲۰۱۸ء)، ص ۲۲۳

۳۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص ۲۱۰

۴۔ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، بانگ درا، ص ۱۹۷

۵۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص ۱۷۹

۶۔ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال اردو (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۲ء)، ص ۱۱۳

۷۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص ۱۲۸

۸۔ڈاکٹر انور سدید، اردو ادب کی تحریکیں (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۱۳ء)، ص ۴۷۴

۹۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص ۲۶۶

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۵۹

۱۷۔ پروفیسر ڈاکٹر تحسین فراقی، ''اصلاح تلفظ واملا چند تاثرات''، (مرتبہ) طالب الہاشمی، اصلاح تلفظ و املا (لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۰۱ء)، پیش لفظ

۱۱۔ اسد ملتانی مرحوم، ''تلفظ کی غلطیاں''، (مرتبہ) طالب الہاشمی، اصلاح تلفظ و املا (لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۰۱ء)،

، ص ۱۷

۱۲۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص ۲۶۸

۱۳۔ ایضاً، ص ۲۱۴

۱۴۔ رؤف پاریکھ، لغت نویسی اور لغات روایت اور تجزیہ (کراچی: فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، ۲۰۱۵ء)، ص ۳۲۴

۱۵۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص ۱۳۴

۱۶۔ رؤف پاریکھ، لغت نویسی اور لغات روایت اور تجزیہ۔ ۹۲

۱۷۔ ڈاکٹر اختر النساء، شروح کلامِ اقبال (لاہور: بزم اقبال، ۲۰۱۵ء)، ص ۳۶

۱۸۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص ۱۵۹

۱۹۔ سیّد عابد علی عابد، اصول انتقاد ادبیات (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء)، ص ۲۱۹

۲۰۔ ڈاکٹر سلیم فارابی، اردو زبان اور اس کی تعلیم (لاہور: مطبوعات فارابی، سمن آباد، ۱۹۹۰ء)، ص ۷۶۔۷۷

۲۱۔ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین، محسنّات شعرِ اقبال، ص ۳۷

۲۲۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، بانگِ درا (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء)، ص ۱۴۳

۲۳۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص ۲۰۷

۲۴۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، بانگ درا، ص ۱۵۸

۲۵۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص ۱۱۷

۲۶۔ پروفیسر جابر علی سیّد، اقبال کا فنی ارتقاء (لاہور: زین آرٹ پریس، جولائی ۱۹۷۸ء)، ص ۸۳

۲۷۔ محمود نیازی، تلمیحات غالب مع ترمیم و اضافہ (نئی دہلی (انڈیا)، غالب اکیڈمی (پرنٹنگ سروس کارپوریشن)، ۲۰۰۲ء)، ص ۹

۲۸۔ ڈاکٹر سلیم اختر، (مرتبہ) فکر اقبالؒ کے منور گوشے (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۷ء)، ص ۲۲۲

۲۹۔ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین، محسنّات شعرِ اقبال، ص ۲۱۹۔۲۲۰

۳۰۔ ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، مطالعہ تلمیحات و اشارات اقبال (لاہور: اقبال اکادمی ۱۹۸۶ء) ص ۵۶۷

۳۱۔ ڈاکٹر اختر النساء، شروح کلامِ اقبال، ص ۱۹۵

۳۲۔ الطاف حسین حالی، مقدمہ شعر و شاعری (لاہور: بک ٹاک، ۲۰۰۵ء)، ص ۱۴۱

۳۳۔ پروفیسر انور جمال، ادبی اصطلاحات (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۶ء)، ص ۱۵۸

۳۴۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص ۸۰

۳۵۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص ۵۶

۳۶۔ سلیم شہزاد، فرہنگ ادبیات(لسانی و ادبی اصطلاحات کا توضیحی و تنقیدی مطالعہ) (نئی دہلی(انڈیا): قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۸۴ء) ، ص، معروضیات(XI)

۳۷۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص۹۹

۳۹۔ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم، فکر اقبال(لاہور: بزم اقبال کلب روڈ،۱۹۸۸ء)، ص۴۶۳۔۴۶۴

۴۰۔ مقبول انور داؤدی، مطالب اقبال، ص۴۷

۴۱۔ ایضاً، ص۴۷

۴۲۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال اردو(لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۲ء)، ص۳۰۲

۴۳۔ ایضاً، ص۳۵

کتابیات

اختر النساء، ڈاکٹر۔ شروح کلامِ اقبال۔ لاہور: بزم اقبال، ۲۰۱۵ء

اقبال، ڈاکٹر علامہ محمد۔ بانگ درا۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء

اقبال، ڈاکٹر علامہ محمد۔ کلیات اقبال اردو،۔ لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۱۹۹۵ء

اقبال، ڈاکٹر علامہ محمد۔ کلیات اقبال اردو۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۲ء

انور جمال، پروفیسر۔ ادبی اصطلاحات۔ اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۶ء

انور سدید، ڈاکٹر۔ اردو ادب کی تحریکیں۔ کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۱۳ء

بصیرہ عنبرین، ڈاکٹر۔ محسنّات شعر اقبال۔ لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، اشاعت سوم، ۲۰۱۸ء

حالی، الطاف حسین۔ مقدمہ شعر و شاعری۔ لاہور: بک ٹاک، ۲۰۰۵ء

خلیفہ عبد الحکیم، ڈاکٹر۔ فکر اقبال۔ لاہور: بزم اقبال کلب روڈ، ۱۹۸۸ء

داؤدی، مقبول انور۔ مطالب اقبال۔ لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۸۴ء

رؤف پاریکھ، ڈاکٹر۔ لغت نویسی اور لغات روایت اور تجزیہ۔ کراچی: فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، ۲۰۱۵ء

سلیم اختر، ڈاکٹر۔ (مرتبہ) فکر اقبالؒ کے منور گوشے۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۷ء

سلیم شہزاد۔ فرہنگ ادبیات (لسانی و ادبی اصطلاحات کا توضیحی و تنقیدی مطالعہ)۔ نئی دہلی (انڈیا): قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۸۴ء

سیّد، جابر علی، پروفیسر۔ اقبال کا فنی ارتقاء۔ لاہور: بزم اقبال، ۱۹۷۸ء

طالب ہاشمی، (مرتب) اصلاح تلفظ واملاء۔ لاہور: القمر انٹرپرائزز، ۲۰۰۱ء

عابد، سیّد عابد علی۔ اصول انتقاد ادبیات۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء

عروج زہرا۔ "جواہر دبیر (لفظیات کا تحقیقی و لسانی مطالعہ مع فرہنگ)"۔ مقالہ برائے ایم فل اردو، کراچی، کلیہ فنون جامعہ کراچی، ۲۰۲۱ء

عزیز، مہر النساء، ڈاکٹر۔ پاکستان ادبیات اور نسیم امروہوی، ایک سماجی مطالعہ۔ کراچی: پاکستان سٹڈی سنٹر جامعہ کراچی

فاروقی، شمس الرحمٰن، ڈاکٹر۔ تفہیم غالب۔ نئی دہلی (انڈیا): غالب انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۸۹ء

قریشی، اکبر حسین، ڈاکٹر۔ مطالعہ تلمیحات واشارات اقبال۔ لاہور: اقبال اکادمی ۱۹۸۶ء

محمود نیازی۔ تلمیحات غالب مع ترمیم واضافہ۔ نئی دہلی (انڈیا)، غالب اکیڈمی (پرنٹنگ سروس کارپوریشن)، ۲۰۰۲ء